آل عمران: 31

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

([اے نبیؐ! لوگوں سے] کہہ دیجئے : اگر تم [واقعی] اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔)

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (کہہ دیجئے: اگر تم [واقعی] اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا)

فَاتَّبِعُونِي (ت ب ع) :۔ کسی کے نقش قدم پر چلنا - اتباع کرنا۔

جب کوئی کسی کی اتباع کر رہا ہوتا ہے تو وہ اُسے رہنما (Leader) مان کر اُس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوتا ہے۔

جب کوئی ہمارے سامنے ہوتا ہے تو ہم اُس کی بات بڑی توجہ سے سنتے ہیں اور اُن کی بات مان بھی لیتے ہیں۔ سامنے بات ماننا آسان ہوتا ہے لیکن پیچھے بات ماننا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے جو غائبانہ طور پر پیچھے اطاعت کرتا ہے وہ ہی اصل اطاعت ہے۔ اِس لئے یہاں اتباع کی بات کی گئی۔ [اگلی آیت میں اطاعت کی بھی بات ہے۔ اتباع کا لفظ اطاعت سے زیادہ جامع لفظ ہے۔]
اِس آیت میں رسولؐ کی صرف سامنے، ظاہری اطاعت کی بات نہیں کی گئی بلکہ اُن کے پیچھے بھی اطاعت کی بات کی گئی۔

رسولؐ کی اتباع انسان کو پرکھتی ہے کہ کون ایمان میں کتنا سچا ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ کون مخلص مومن ہے اور محمدؐ سے محبت کا بھی معیار ہے کہ کون واقعی نبیؐ سے محبت کرتا ہے۔

اِس آیت میں یہ نہیں کہا گیا قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَأَطِيعُوا اللَّهَ (کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اللہ کی اطاعت کرو)۔ اِس آیت میں کہا گیا اگر اللہ سے محبت ہے تو نبیؐ کا اتباع کرو۔ اِس بات میں بہت گہرائی ہے۔ نبیؐ کے پیچھے چلو، اُن کی پیروی کرو۔
اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو شرط رکھ دی گئی کہ تمہیں نبیؐ کی اتباع کرنا ہوگا۔

یہ خطاب صرف مسلمانوں سے ہی نہیں بلکہ اُن غیر مسلموں سے بھی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسولوں سے بہت محبت کرتے ہیں۔

یہودیوں نے تو اپنے ہی رسول موسیٰؑ کی بھی اتباع کرنے سے انکار کیا۔ عیسائیوں نے عیسیٰؑ کے تعلیمات کی اتباع نہیں کی۔ اگر وہ اتباع کرتے تو خنزیر نہیں کھاتے، شراب نہیں پیتے۔ حالانکہ وہ اللہ اور رسولوں سے محبت کے دعوے کرتے ہیں۔ یہ کیسی محبت ہے! عیسائی عیسیٰؑ سے محبت تو کرتے ہیں لیکن عیسیٰؑ کی اتباع نہیں کرتے۔

رسولؐ نے جب سبھی کو اسلام کی دعوت دی تھی تب یہود، نصاریٰ، اور مشرکین سبھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرنے لگے کہ ہم اللہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

المائدۃ: 18 ← وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ
(یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں...)

یہود اور نصاریٰ دونوں کا دعویٰ تھا کہ ہمیں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ کو ہم سے محبت ہے۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کی تعظیم و محبت میں اتنا غلو کیا کہ انھیں الوہیت کے درجے تک پہنچا دیا۔ اِس بارے میں اُن کا یہ خیال تھا کہ اِس طرح ہم اللہ کا قرب اور اُس کی رضا و محبت پا سکے گے۔ یہودیوں نے کہا ہم دین کا زیادہ علم رکھتے ہیں اور انھوں نے محمدؐ کو رسول ماننے سے انکار کیا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کے دعووں اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ کی محبت اور رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔
اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ اُن سے کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو اب اِس دعوی کے سچا ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ مجھے اللہ کا رسول مان کر میری پیروی اختیار کرو۔ اِس سے نہ صرف تمہاری اللہ سے محبت قبول ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔

جب کوئی اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے دل میں اُس شخص کی محبت ڈال دیتا ہے۔

بخاری:۔ رسولؐ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرئیلؑ کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اُس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبرئیلؑ بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ [جبرئیلؑ] آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اُس سے محبت کرو چنانچہ اہل آسمان بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اِس طرح روئے زمین میں بھی اُسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

یعنی اُس شخص کی تعظیم اور محبت سب کے دلوں میں سما جاتی ہے۔ یہ خالصًا موحدین سنت نبوی کے تابعدار کا ذکر ہے، جنھیں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے نہ کہ فاسق فجار بدعتی لوگوں کا۔

اللہ سے محبت کا اظہار صرف زبان اور دل سے نہیں بلکہ کچھ عمل کرنے کی بھی شرط رکھ دی گئی۔ جب تک نبیؐ کی اتباع نہیں کریں گے اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہوگی۔

اِس آیت میں خطاب مسلمانوں سے بھی ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعوی کرتے ہو تو اُس کے لیے زبانی اظہار کافی نہیں ہے بلکہ اپنے تمام اقوال و افعال میں میری (محمدؐ کی) پیروی کرو۔ اپنے پاس سے گھڑے ہوئے طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ آج کئی لوگ رسولؐ سے محبت کے دعوے کرتے ہیں۔ نعتیں پڑھ پڑھ کر روتے رہتے ہیں۔ اپنے نعتوں کے پروگرام میں اتنے مشغول ہوتے ہیں کہ نمازیں بھی ادا نہیں کرتے۔ سودی کاروبار بھی کرتے ہیں۔ وراثت کی صحیح تقسیم نہیں کرتے۔ موسیقی سنتے ہیں۔ اور بھی چیزیں جن سے نبیؐ نے رد کا وہ کرتے ہیں اور جن چیزوں کو کرنے کہا، وہ نہیں کرتے اور اپنے خود ساختہ طریقے دین میں گھڑ لیتے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسولؐ سے بہت محبت کرتے ہیں۔
اِس آیت میں اللہ سے محبت کرنے کے دعوے داروں کے لئے ایک کسوٹی اور معیار دیا گیا کہ اللہ سے محبت کا طالب اگر محمدؐ کی اتباع کرتا ہے تو وہ اپنے دعوی میں سچا ہے ورنہ وہ جھوٹا ہے۔ خود ساختہ طریقے قبول نہیں کئے جائیں گے۔

بخاری:۔ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ
(جس نے ہمارے دین میں خود ساختہ کوئی ایسی چیز نکالی جو اِس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے)

نبیؐ نے دین کا سارا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا اور نبیؐ نے اِس کا اعلان خطبہ وداع کے وقت بھی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں فرمایا:
المائدہ: 3 ← الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا)

الاحزاب: 21 ← لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (یقینًا تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں عمدہ نمونہ ہے...)

نبیؐ ہمارے لئے خوبصورت نمونہ ہے اس لیے نبیؐ کی اتباع کرنا ہے۔ اب قرآن و سنت پر ہی عمل کرنا ہے۔ کوئی بھی خود ساختہ باتیں دین میں نہیں لانی ہے۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (اور تمہارے گناہیں معاف کر دے گا)

محمدؐ کی اتباع کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تو تم سے محبت کرے گا ہی اور ساتھ ہی تمہارے گناہیں بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔

آیت: 30 میں تھا اللہ تعالیٰ بندوں پر بہت شفقت کرنے والا ہے۔ اب یہاں کہا جا رہا ہے کہ وہ تمہارے گناہیں معاف کرے گا۔ یہ اللہ کی شفقت ہی ہے۔

آیت: 30 میں سُوء یعنی برائی کے بارے میں تھا۔ اب یہاں ذُنُوب یعنی گناہوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ ذنوب یہ سَيِّئَات سے کم درجے کے گناہ میں آتا ہے۔ یعنی تمہارے بڑے بڑے اعمال تو کیا اللہ تعالیٰ تمہارے چھوٹے گناہوں کو بھی ڈھانپ دے گا۔
اِس لیے نبیؐ کی اتباع کرو۔

اِس سورت کے آخر (آل عمران: 193) میں مومنوں کی دعا بھی یہی ہے:

رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ ... فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا

(اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا [رسولؐ] ایمان کی طرف بُلا رہا تھا .... پس ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہماری بُرائیاں ہم سے دُور کر دے)

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔)

یہاں إِنَّ (إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ) نہیں آیا ہے اس لئے بعض نے کہا کہ مغفرت کے امکان ہیں اگر شرط (نبیؐ کی اتباع) کو پوری کرے گے۔ واللہ اعلم

جو نبیؐ کی اطاعت کرے گا اُسے اللہ معاف بھی کرے گا۔ نبیؐ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اس لئے اُن کے ہی طریقے پر چلنا ہے۔

خلاصہ:۔

⇐ اللہ سے محبت کا دعوی تو ہر دین کے لوگ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کسی کی محبت کو قبول نہیں کرتے جب تک کوئی محمدؐ کی اتباع نہ کرے، جب تک رسولؐ کی سنت کی پیروی نہ کرے۔
⇐ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اُس سے محبت کرے، اُسے اپنے عادات، طریقے، رہن سہن کو رسولؐ کے طریقے پر ڈھال لے۔
⇐ محبت اطاعت کا تقاضہ کرتی ہے۔ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے وہ اپنے چاہنے والے کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا ورنہ محبت کا دعوی جھوٹا ہوگا۔
⇐ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ سے محبت اُس وقت ہوتی ہے جب آخرت سے محبت ہوتی ہے۔ پھر انسان کا دل دنیا سے زیادہ آخرت کی طرف لگا رہتا ہے۔ آخرت کی فکر ہونے لگتی ہے۔
⇐ پچھلی آیت (30) میں بتایا گیا کہ ہر شخص کے اچھے اور بُرے سارے اعمال سامنے لائے جائیں گے۔ یہ سُن کر انسان کے اندر آخرت کے حساب و کتاب کی فکر ہونے لگتی ہے۔ پھر وہ قرآن کی طرف آنے لگتا ہے۔ قرآن سمجھنے کے لئے رسولؐ کی حدیثوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پھر انسان سنتوں پر بھی عمل کرنے لگتا ہے۔ یہ ایک ترتیب ہے۔
⇐ انسان کے اندر اگر آخرت کی فکر ہو تو وہ رسولؐ کی اتباع کرے گا۔
⇐ آخرت کی فکر انسان کے اندر دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ وہ حدود کے اندر رہ کر دنیا سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ دنیا دل میں رچ بس نہیں جاتی۔ دنیا ضرورت کی حد تک رہتی ہے۔ اُس کا دھیان زیادہ سے زیادہ آخرت کی طرف لگا رہتا ہے۔
⇐ ہمیں بغیر حجت بازی کئے مسلسل نبیؐ کی اتباع کرنا ہے۔
⇐ اگر ہماری محبت نبیؐ کے طریقوں پر ہوگی تو ہی وہ سچی محبت ہوگی۔

Compiled by: Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)